مشکلات القرآن کے ضمن میں ناسخ و منسوخ پر مستشرقین کے اعتراضات کا تنقیدی جائزہ

A critical review of Orientalists'objections on Abrogation in the context of Complexities of the Quran

Muhammad Pervaiz
PhD Scholar, Dept. of Islamic Studies & Shariah, Minhaj University Lahore:
mbilalahmad190@gmail.com

Dr. Muhammad Akram Rana
Dean, Faculty of Islamic Studies & Shariah, Minhaj University Lahore:
makramrana.minhaj@gmail.com

Abstract:
Quranic verses are divided into two types: Muhkam and Mutashabih. Muhkam verses are those whose meanings are clear and understandable, while Mutashabih verses, also known as complexities of the Quran, are those whose interpretation is difficult due to some linguistic or semantic complexity. Early and later Muslim exegetes have expressed their own opinions on the problems of the Quran according to their own understanding. If a Quranic verse is ambiguous, in addition to early and later exegetes, Orientalists have also offered their own interpretations according to their own understanding. Some have given opinions in a neutral way, while others have demonstrated prejudice and built a house of conjectures on baseless assumptions. Since the beginning of the Orientalist movement, Christian and Jewish Orientalists have made various objections to the Quran after studying the Quran. Orientalists have objected to the Quran in various ways, including contradictions in Quranic verses, abrogation, precedence and delay, strange words, and differences in recitation. They have also discussed the Arabic language of the Quran, its compilation and editing, the order of Quranic surahs, differences in recitation, logical connections between verses, and contradictory verses. In the research under discussion, a critical review of the objections of Orientalists to abrogation, which is one of the various research of the problems of the Quran, has been taken.

Keywords: *Abrogation, Muhkam, Mutashabih, Quran's complexities, Orientalist*

تعارف

قرآنی آیات دو طرح کی ہیں محکم و متشابہ۔ محکم آیات میں احکام عام فہم جبکہ متشابہ آیات جنہیں مشکلات القرآن بھی کہا جاتا ہے ایسی آیات ہیں جن کی تفسیر کسی لفظی یا معنوی پیچیدگی کی وجہ سے مشکل ہو۔ متقدمین اور متاخرین مفسرین کرام نے مشکلات القرآن کے حوالے سے اپنے اپنے فہم کے مطابق آراء کا اظہار کیا ہے، اگر کسی قرآنی آیت سے مختلف معانی کا التباس ہو تو اس حوالے سے متقدمین و متاخرین مفسرین کے علاوہ مستشرقین نے بھی اپنے اپنے فہم کے مطابق مختلف توجیہات کیں ہیں۔ بعض نے غیر جانبدار ہو کر رائے زنی کی ہے اور بعض نے تعصب کا مظاہرہ کرتے ہوئے بے بنیاد مفروضوں پر قیاس آرائیوں کی عمارت کھڑی کر دی۔ تحریک استشراق کے آغاز سے اب تک مسیحی اور یہودی مذہب سے وابستہ مستشرقین نے قرآن کریم کا مطالعہ کرنے کے بعد قرآن کریم پر مختلف حوالوں سے اعتراضات کئے۔ مستشرقین نے قرآنی الفاظ کے معنوی تعین میں تعارض آیات، ناسخ و منسوخ، تقدیم و تاخیر، غرابت الفاظ اور اختلاف قراءت کے ضمن میں اعتراضات کیے ہیں۔ انہوں نے قرآن کی عربیت، جمع و تدوین، قرآنی سورتوں کی ترتیب، اختلاف قرات، آیات میں منطقی ربط اور آیات متعارضہ کو بھی موضوع بحث بنایا ہے۔ زیر بحث تحقیق میں مشکلات القرآن کی متفرق ابحاث میں سے فقط ناسخ و منسوخ پر مستشرقین کے اعتراضات کا تنقیدی جائزہ لیا گیا ہے۔

مشکلات القرآن کا معنی:

پروفیسر ڈاکٹر محمود احمد غازیؒ نے بھی مشکلات القرآن کی وضاحت اسی طرح کی ہے وہ فرماتے ہیں:

"مشکل القرآن یا مشکلات القرآن سے مراد وہ مباحث ہیں جن کو سمجھنے کے لیے بڑی غیر معمولی احتیاط اور غور و فکر کی ضرورت ہے یہ وہ مباحث ہیں کہ جن کے بارے میں غور و فکر اور احتیاط سے کام نہ لیا جائے تو بہت سی غلطیاں اور الجھنیں پیدا ہو سکتی ہیں۔[1]

امام جزمی لکھتے ہیں:

---

[1]۔ غازی، محمود احمد، (2009ء)، محاضرات قرآنی، لاہور، الفیصل ناشران و تاجران کتب، غزنی سٹریٹ، ص:۳۰۶

Ġhazi, Māhmood Ahmad, (2009), Lectures on the Quran, p. 306, Lahore, Al-Faisal Pablišers and Booksellers, Ġhazni Strāāt.

"هوالالتباسوالاختلاطبين اتيين متقار بتين في المعنىٰ ، بحيثيصعب التوفيق بينهما دون الا معان في النظر اوماشتبهالمردا منه على وجهلايعرف تا ويله الا بدليل يتميز بهمنباقي سائر الاشكال المختلفة[2]"

"مشکل القرآن سے مراد وہ علم ہے دو مختلف آیات جن کا معنی ایک دوسرے کے قریب ہو اور وہ اتنا قریب ہو کہ ان دونوں میں فرق کرنا مشکل ہو جائے یا جن آیات کے اندر شبہ ہو جائے ان کے اندر جو تاویل ہے وہ نہیں جانی جاسکتی سوائے اس کے کوئی نہ کوئی دلیل ہو جو اس کے اشکال کو ممیز کر دے۔"

امام سیوطی لکھتے ہیں:

"ومن تامل فيهذاالتعريفيرى ان المفسرين جعلوا مشكل القرانفيمايوهمالتعارض،والتنافض والاختلاف، حتى وضعهبعضعلماء علوم القرانتحتالعنوانفى مشكله وموهمالاختلافوالتناقض[3]"

امام سیوطی لکھتے ہیں کہ جس نے بھی اس تعریف پر غور وفکر کیا وہ دیکھے گا کہ مفسرین نے مشکل القرآن اس چیز کو کہا ہے جس میں وہم ہو، اور وہ وہم تعارض کا ہو گا، تناقص اور اختلاف کا ہو گا، یہاں تک کہ علماء نے مشکل القرآن کے علم کو ایک عنوان "مشكله وموهم الاختلاف و التنا قض" کے نیچے جمع کر لیا ہے۔

نسخ کا معنی و مفہوم

نسخ کا لغوی معنیٰ:

نسخ لغت میں کسی تبدیلی، رفع کو کہتے ہیں جیسا کہ امام جرجانی لکھتے ہیں:

2۔ جزمی، ابراہیم محمد (۲۰۰۱) معجم علوم القرآن، ص:۲۸۹، دار القلم، دمشق

Mujzamā, Ibrahim Muhammad (2001), Mu'jam 'Ulum al-Qur'an, p. 289, Dar al-Qalam, Damascus.

3۔ سیوطی، (1407ھ) الاتقان فی علوم القرآن، ص:۴۵۷

Suyut**ā**, (1407 AH) al-Itqan fi 'Ulum al-Qur'an, p. 457

النسخ في اللغة عبارة عن التبديل والرفع والإزالة يقال نسخت الشمس الظل إذا أزالته۔[4]

"نسخ لغت میں تبدیلی، رفع اور ازلہ ہونے سے عبارت ہے جیسے کہ کہا جاتا ہے: سورج کا سایہ زائل ہو گیا"۔

نسخ کی اصطلاحی تعریف:

امام جلال الدین سیوطی نسخ کا اصطلاحی معنیٰ کا بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"هو أن يرد دليل شرعي متراخيا عن دليل شرعي مقتضيا خلاف حكمه فهو تبديل بالنظر إلى علمنا وبيان لمدة الحكم بالنظر إلى علم الله تعالى[5]"

"نسخ سے مراد یہ ہے کہ ایک دلیل شرعی دوسری دلیل شرعی کے بعد لایا جائے جو کہ پہلے دلیل سے حکم میں مختلف ہوتا ہے اور یہی ہمارے علم میں تبدیلی ہے لیکن اللہ کے علم میں ایک حکم کی مدت کا بیان ہے

ناسخ و منسوخ کی مثال قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

"وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَ يَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا وَّصِيَّةً لِّاَزْوَاجِهِمْ مَّتَاعًا اِلَى الْحَوْلِ غَيْرَ اِخْرَاجٍ فَاِنْ خَرَجْنَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْ مَا فَعَلْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِنَّ مِنْ مَّعْرُوْفٍ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ"[6]

اور تم میں سے جو لوگ مر جائیں اور اپنی بیویاں چھوڑ جائیں' وہ اپنی بیویوں کے لیے وصیت کر جائیں کہ انہیں ایک سال تک خرچ دیا جائے اور (گھر سے) نکالا نہ جائے پھر اگر وہ خود نکل جائیں تو تم پر (ان کے) اس کام کا کوئی گناہ نہیں ہے جو انہوں نے دستور کے مطابق کیا ہے' اور اللہ بہت غالب بڑی حکمت والا ہے۔

اس آیت کی تفسیر میں امام ابن عربی مالکی لکھتے ہیں:

[4]۔ جرجانی، علی بن محمد بن علی (۱۴۰۵)، التعریفات: باب النون، دار الکتاب العربی۔ بیروت، ج1، ص،309

Jurjanā, Ali ibn Muhammad ibn Ali (1405), al-Tarifat: Bab al-Nun, Dar al-Kitab al-'Arabi. Beirut, vol. 1, p. 309

[5]۔سیوطی، عبدا لرحمن بن الکمال، (2005ھ)، الاتقان فی علوم القرآن:ج2، ص،56

Suyutā, Abd al-Rahman ibn al-Kemal, (2005 AH), al-Itqan fi 'Ulum al-Qur'an: vol. 2, p. 56

[6]۔ البقرہ ۲:۲۴۰

Al-Baqarah 2:240

"هذه آية مشكلة وبيناها فيا الاحكام والمتعلق بهذا القسم منها انها منسوخة"[7]

یہ آیت مشکل ہے اس لئے کہ اس کا بیان احکام سے ہے اس لئے کہ اس قسم کا تعلق احکام سے ہے۔

نسخ کے اصل معنی ہٹانے اور مٹانے کے ہیں۔ قرآن مجید میں ہے "فَيَنْسَخُ اللَّهُ مَا يُلْقِي الشَّيْطَانُ ثُمَّ يُحْكِمُ اللَّهُ آيَاتِهِ" (پس اللہ مٹا دیتا ہے اس چیز کو جو شیطان داخل کر دیتا ہے۔ پھر اللہ اپنی آیتوں کو محکم کرتا ہے) یہاں یہ ایکقانون کو ہٹا کر اس کی جگہ دوسرا قانون لانے کے لیے استعمال ہوا ہے۔ اصطلاح شریعت میں نسخ کی تعریف کی جاتی ہے: "رفع الحكم الشرعي بدليل شرعي متأخر"[8]۔ (بعد میں آنے والی دلیل شرعی کی بناء پر پہلے سے موجود حکم شرعی کے ختم کرنے کو نسخ کہتے ہیں)۔

نسخ کا مطلب یہ ہے کہ بعض مرتبہ اللہ تعالیٰ کسی زمانے کے حالات کے مناسب ایک شرعی حکم نافذ فرماتا ہے، پھر کسی دوسرے زمانے میں اپنی حکمت کے پیش نظر اس حکم کو ختم کرکے اس کی جگہ کوئی نیا حکم فرما دیتا ہے۔ اس عمل کو نسخ کہا جاتا ہے اور جو پرانا حکم ختم کیا جاتا ہے اس کو منسوخ اور نئے حکم کو ناسخ کہتے ہیں۔ اہل کتاب کا خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ کے احکام میں نسخ نہیں ہو سکتا۔ اور قرآن فہمی کے لئے نسخ فی القرآن ایک لازم وملزوم علم ہے۔

اہل استشراق نے تحقیق کے نام پر اس سلسلے کو آگے بڑھایا۔ اور احکام الہیہ میں نسخ کو انسانی قوانین میں ترامیم پر قیاس کرتے ہوئے ان الزامات کو علمی رنگ میں پیش کرنے کا اسلوب اپنایا۔ اور احکام شریعت میں نسخ اس طور سے پیش کیا، جیسے قانون ساز حضرات وقت گزرنے کے ساتھ اور مختلف خرابیوں کے پیش آنے کی وجہ سے یا متوقع فوائد کے حصول کے لئے اپنے بنائے ہوئے قوانین میں ترمیم کرتے ہیں۔ اور وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ان کی آراء میں تبدیلی آجاتی ہے۔ اس طرح مسلمانوں کے ہاں قرآنی آیات اور قوانین میں بھی ہوتا رہا۔ اس لئے نسخ کو اگر خدا کا فعل قرار دیا جائے تو خداوند قدوس کا نقص علم نظر آتا ہے۔ لہذا انتہائی ہوشیاری کے ساتھ اسے مسلمانوں کے پیغمبر کی طرف سے نظر ثانی یا حذف وترمیم بنا کر پیش کرنے لگے۔ جیسے مؤلفین اور مصنفین اپنی کتابوں کو نظر ثانی کے بعد

---

[7]۔المعافري، أبو بكر بن العربي، (١٩٩٢م) الناسخ والمنسوخ في القرآن الكريم، مكتبة الثقافة الدينية، ج2ص31
Al-Ma'arrifi, Abu Bakr ibn al-'Arabi, (1992), al-Nasikh wa al-Mansukh fi al-Qur'an al-Karim, Maktabat al-Thaqafa al-Diniyya, vol. 2, p. 31.

[8]۔الشاطبی ابو اسحاق، ابراہیم بن موسیٰ، المواقعات فی اصول الشریعۃ، تقدیم، شیخ عبد اللہ دراز، بیروت، دار المعرفۃ، ج ۲، ص ۸۳
Al-Shatibi, Abu Ishaq, Ibrahim ibn Musa, (1992), al-Maqasid fi Usul al-Shari'a, introduction by Shaykh Abdullah Darraz, Beirut, Dar al-Ma'rifa, vol. 2, p. 83

ترتیب نو دیتے ہیں۔ ایسے ہی پیغمبر اسلام ﷺ قرآن پر نظر ثانی کر کے نئی ترتیب دیتے تھے۔ مستشرقین نے مختلف اسالیب اور پیرایوں میں ''نسخ'' اس انداز سے پیش کیا ہے۔ گویا نسخ اسلام اور پیغمبر اسلام کے پاس ایسا آلہ کار ہے جس کی بنا پر جس عقیدہ کو چاہے باطل ٹھہرائے جس حکم کو چاہے ختم کر دے۔ جس قانون کو چاہے کالعدم قرار دے اور جس اخلاقی ضابطہ کو چاہے قلمزد کر دے۔ جو حکم جس وقت اور جس حالت میں خلاف مصلحت نظر آئے منسوخ کر دے۔

جمہور اہل علم کے نزدیک 'نسخ' شریعت کا اہم اصول ہے۔ اپنی حدود و قیود میں (جن کا تذکرہ کیا جا چکا) نہ صرف یہ کہ اس کا امکان پایا جاتا ہے بلکہ قرآنی اور غیر قرآنی احکام میں واقع ہوا ہے۔ کبھی اپنے محدود مفہوم یعنی کلی ترمیم اور ازالہ حکم (رفع الحکم الشرعی بدلیل شرعی متأخر) اور کبھی وسیع مفہوم (تخصیص، تقیید، تفصیل) جزوی ترمیم کے دائرہ کار میں روبعمل لایا گیا ہے۔ اس کو رائے کی تبدیلی، یا انسانی نظر ثانی، یا وضعی قوانین میں ترمیم جیسا سمجھنا، نسخ سے ناواقفیت ہے۔ شارع کی طرف ان امور کی نسبت کر کے اس کے صفت علم میں نقصان اور عیب کا سبب ظاہر کرنا محض ایک مغالطہ ہے۔ جو مخالفین اسلام کا پیدا کردہ ہے۔ ''نسخ'' کی حقیقت کو دیکھا جائے تو یہ انسان کے علم کے اعتبار سے حکم میں تبدیلی ہے، اللہ تعالیٰ کے علم کے اعتبار سے کوئی تبدیلی نہیں۔ اللہ تعالیٰ کی نگاہ و قدرت و علم سے نہ حال پوشیدہ ہے، اور نہ مستقبل۔ اپنے منصوبہ کے مطابق پہلے ہی سے جس حکم کے لئے جو مدت مقرر تھی۔ اس کے لامحدود علم کے مطابق اس حکم کی افادیت اسی وقت تک تھی۔ اس حکم کو منسوخ کرنا درحقیقت اس مدت افادیت حکم کی اسی مدت کا بیان واظہار ہے۔ اس لئے بعض اصولیین نے نسخ کی تعریف ہی یہی کی: "ھو بیان انتہاء الحکم الشرعی"[9] کہ نسخ حکم شرعی کی (شارع کے نزدیک مقررہ مدت) کی انتہاء کا دوسرا نام اور اصطلاحی عنوان ہے۔ اس کے بعد قدرت لا یزال کے علم کے مطابق کون سا حکم مناسب اور مفید رہے گا دوسرا حکم "ناسخ" قرار دے دیتے ہیں۔ اور اسی بیان پر عموماً نسخ کی تعریف یہ سامنے آجاتی ہے۔"رفع الحكم الشرعي بدليل شرعي متأخراً"[10]۔

---

[9]۔ عبد العزیز بن احمد بن محمد، کشف الاسرار، السرخسی اصول السرخسی، ج ۲، ص ۵۴

Abdul-Aziz ibn Ahmad ibn Muhammad, Kashf al-Asrar, vol. 3, p. 300, al-Sarkhasi, Usul al-Sarkhasi, vol. 2, p. 54

[10]۔ شاطبی، الموافقات، ج ۲، ص ۸۳

Shatibā, al-Maqasid, vol. 2, p. 83

مستشرقین کا تصور نسخ

مسلم علماء کی طرح مستشرقین کے بعض احباب نے نسخ جیسے موضوع پر تحقیق کی، اس موضوع پر مسلم مفکرین اور مستشرقین دونوں کی آراء ایک دوسرے سے مختلف ہے، اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ اکثر مستشرقین نسخ کے معاملہ کو سمجھنے میں غلط فہمی کا شکار ہوئے جس کی وجہ سے انہوں نے نسخ کو "بدا" کے مماثل قرار دے دیا۔

جبکہ غلام رسول سعیدی نسخ اور بداء میں فرق اس طرح کرتے ہیں:

> نسخ کا مطلب ہے کہ سابقہ حکم شرعی کو بعد والے حکم شرعی کے ذریعے ختم کر دینا اور بداء کا مطلب یہ ہے کہ آدمی ایک کام کا ارادہ کرے پھر اس کو چھوڑ دے۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ نسخ اور بداء میں بہت سارا فرق ہے۔[11]

چونکہ مستشرقین کا یہ طریقۂ تحقیق ہے کہ انہیں اپنے موقف کے حمایت میں جہاں سے مواد ملے اسے اخذ کر لیتے ہیں۔ بداء کے بارے میں بھی انہوں نے تشیع کے موقف سے استفادہ کیا ہے۔ تشیع کا بداء کے بارے میں کیا موقف ہے اس بارے میں غلام احمد حریری لکھتے ہیں:

> "بداء شیعہ کا عقیدہ ہے، بداء کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا علم بدلتا رہتا ہے، وہ جس بات کو چاہتا ہے بدل دیتا ہے، وہ ایک بات کا حکم دیتا ہے لیکن پھر اسکے برعکس حکم صادر کرتا ہے۔[12]

امام شہرستانی لکھتے ہیں:

> "مختار ثقفینے بداء کا عقیدہ اس لئے اختیار کیا کہ وہ وقوع پزیر ہونے والے واقعات کا دعوی کرتا تھا، یا تو اس لئے کہ بقول اس کے اس پر وحی نازل ہوتی تھیںیا امام کے پیغام کی بناء پر، وہ جب اپنے رفقاء سے کسی واقعہ کے ظہور کا وعدہ کرتا اور وہ اس طرح وقوع پزیر ہو جاتا تو وہ اسے اپنے دعوی کی دلیل قرار دیتا اگر ایسانہ ہوتا تو کہتا خدا نے اپنا ارادہ بدل لیا، اس کو بداء کہتے ہیں۔

---

[11]۔ سعیدی، علامہ غلام رسول، تبیان القرآن، فرید بک سٹال، لاہور، 2009ء، 481/1

Sa'idā, ''llama Ghulam Rasool, Tafsir al-Qur'an, Freed Bookstall, Lahore, 2009, 481/1

[12]۔ حریری، غلام احمد، حاشیہ علوم القرآن، صبحی صالح، ص ۳۷۴

Hariri, Ghulam Ahmad, Hashiya 'Ulum al-Qur'an, Sabahi Saleh, p. 374

سابقہ شریعتوں اور اسلامی شریعت میں تنسیخ کے حوالے سے مستشرقین کے اشکالات

بعض مستشرقین جیسا کہ نولڈیکی نے یہ موقف اختیار کیا ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلمؐ نے عیسائیت کی پیروی میں ناسخ ومنسوخ کے عمل کو اپنایا۔ یہاں پر اہم بات واضح کرتے چلوں کہ اس موقف سے ان مستشرقین کے موقف پر زد پڑتی ہے جو ناسخ ومنسوخ کو ایک عیب کے طور پر پیش کر کے کلامِ الٰہی کو مشکوک ثابت کرنے کی مذموم کوشش کرتے ہیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ نہ صرف مسیحیت بلکہ یہودیت میں بھی ناسخ ومنسوخ ایک الوہی سرگرمی کے طور پر کلامِ الہیٰ میں شامل رہا۔

On the basis of this resemblance Nöldeke considered the theory of naskh in Islam to have originated from the Christian idea. He says, "That one revelation is abrogated by another is such an unprecedented (unerhörter) notion that it could not very well have been invented by Muhammad. Somewhat similar appears to me the Christian idea of the abrogation through the Gospel.[13]

اس مشابہت کی بنیاد پر Nöldeke نے اسلام میں نظریہ نسخ کو عیسائیتصور سے ماخوذ سمجھا۔ وہ کہتاہے، "ایک وحی کو دوسرے کے ذریعے منسوخ کر دینا ایک ایسا بے مثال(unerhörter) تصور ہے کہ یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلمؐ کی طرف سے بہت اچھی طرح سے ایجاد نہیں کیا جا سکتا تھا۔ مجھے انجیل کے ذریعے مسیحی تصورِ تنسیخ کسی حد تک ایساہی لگتا ہے۔

اگرچہ اس گمان کو تسلیم نہیں کیا جاسکتا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلمؐ نے ناسخ ومنسوخ کا تصور مسیحی تعلیم سے اخذ کیا تھا۔ تاہم یہ بات اہم کہ مسیحیت میں تصورِ تنسیخ ان مسیحی مستشرقین کے موقف کو کمزور ثابت کر دیتا ہے جو کہتے ہیں یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلمؐ کا انفرادی فعل ہے یا الہٰیات میں نئی اور معیوب چیز ہے۔ اسلامی تصورِ تنسیخ نہ صرف داخلی نسخ پر مشتمل ہے بلکہ یہ خارجی یعنی سابقوں شریعتوں کی تنسیخ بھی کرتا ہے۔ اس حوالے سے مولانا احسن اصلاح سابقہ شریعتوں میں تنسیخ کے تین مقاصد بیان کیے ہیں:

الف۔ خوب سے خوب تر کی طرف ترقی کے لیے نسخ کا قانون بنایا گیا۔ یعنی جو قانون اور حکم منسوخ کیا جاتا ہے اس کی جگہ پر اس سے بہتر حکم لایا جاتا ہے۔

---

[13]-Noldeke, Theodor, Geschichte de Qoran, Hildesheim, 1961. P.851

ب۔ تجدید دین کی غرض سے نسخ۔ کبھی کبھی نسخ کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ دین کی تجدید کی غرض سے کسی چیز کو منسوخ کیا جاتا ہے۔ یہودیوں اور عیسائیوں نے اپنی شریعت کے بہت سارے احکام بھلا دیئے تھے۔ جب دین اسلام آیا تو ان احکام میں سے اللہ تعالیٰ نے جنہیں چاہا ان کی تجدید فرمادی۔ تا کہ جو احکام ضائع ہو گئے تھے ان کو از سر نو محفوظ کر دیا جائے۔

ج۔ شریعت کی تطہیر۔ کبھی نسخ کی غرض یہ ہوتی ہے کہ دین اسلام اور شریعت اسلامیہ کی تطہیر کی جاسکے۔ شریعت اسلامیہ میں جو ملاوٹیں کی گئی اور جو بدعتیں ایجاد کی گئیں شریعت اسلامیہ کو ان سے پاک کرنے کے لیے بھی نسخ کیا جاتا ہے۔ سورت حج میں نسخ کی قسم کا تذکرہ موجود ہے۔[14]

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"فَيَنْسَخُ اللَّهُ مَا يُلْقِي الشَّيْطَانُ ثُمَّ يُحْكِمُ اللَّهُ آيَاتِهِ"[15]

اللہ تعالیٰ اس چیز کو مٹا دیتا ہے جو شیطان داخل کرتا ہے پھر اللہ تعالیٰ اپنی آیات کو پختہ کرتا ہے۔"

نسخ بدعات کے رد اور باطل کے ابطال کا بہت بڑا ذریعہ ہے۔ آسمانی کتب اور شریعت اسلامیہ میں ظالم لوگوں نے جو اپنی من پسند چیزیں داخل کی تھیں، انبیاء کرام نے دین الٰہی کو ان سے پاک کیا اور دین الٰہی کی تعلیمات کی تجدید فرمائی۔

Burton نے اقسام نسخ پر مفصل بحث کے بعد یہ اخذ کیا ہے کہ سورہ بقرہ کی آیت میں 106" من آیتہ" سے مراد حکم ہے جو کہ احکام تورات یا شرائع سابقہ سے متعلق ہو سکتا ہے کیونکہ اس آیت کا سیاق وسباق اسی معنیٰ کو اختیار کرنے میں معاون ہوتا ہے۔ مزید یہ کہ اس کے بعد احکامات کا ایک طویل سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ جس سے بھی یہی معنیٰ اختیار کرنا مناسب معلوم ہوتے ہیں۔[16]

ابولکلام آزاد اس بات کا جواب اس طرح دیتے ہیں:

ایک شریعت کے بعد دوسری شریعت کا ظہور اس لیے ہوا کہ یا تو نسخ کی حالت طاری ہوئی۔ یا نسیان کی۔ نسخ" یہ ہے کہ ایک بات پہلے سے موجود تھی لیکن موقوف ہوگئی اور اس کی جگہ دوسری بات آگئی نسیان" کے معنی

---

[14]۔ اصلاحی، امین احسن، تدبر قرآن، 308-312

Islahi, Amin Ahsan, Tadabur-e-Quran, pp. 308-312

[15]۔ القرآن، ۲۲:۵۲

Al-Quran, 22:52

[16]- The collectionof the Qurann, 65

بھول جانے کے ہیں۔حالتوں میں ایسا ہوا کہ پچھلی شریعت کسی نہ کسی شکل میں موجود تھی، لیکن احوال وظروف بدل گئے تھے یا اس کے پیرووں کی عملی روح معدوم ہو گئی تھی۔ اس لیے ضروری ہوا کہ نئی شریعت ظہور میں آئے۔ بعض حالتوں میں ایسا ہوا کہ امتداد وقت سے پچھلی تعلیم بالکل فراموش ہو گئی اور اصلیت میں سے کچھ باقی نہ رہا، پس لامحالہ تجدید ہدایت ناگزیر ہوئی۔ سنت الٰہیہ ہے کہ نسخ شرائع ہو یا نسیان شرائع، لیکن ہر نئی تعلیم پچھلی تعلیم سے بہتر ہو گی یا اس کے مانند ہو گی۔ ایسا نہیں ہوتا کہ کمتر ہو۔ کیونکہ اصل تکمیل دار تقاء ہے نہ کہ تنزل و تسفل۔[17]

لفظ "نسخ" کے لیے انگلش میں مستعمل الفاظ

نسخ کو انگلش میں Abrogation کہتے ہیں جبکہ مسلم علماء کے نزدیک نسخ Replacement کے لیے استعمال ہوتا ہے۔

محمد خلیفہ نے مستشرقین اور مسلمان علماء کے نزدیک نسخ کے لغوی امتیاز کو اس طرح بیان کیا ہے:

The viewpoint of both parties are basically different the contrast between them is perhaps as taking as the word abrogation and chronic text of the corresponding Arabic word Naskh.[18]

بنیادی طور پر دونوں طبقات کے موقفات ہی مختلف ہیں، شاید یہ تضاد لفظ ''Abrogation'' اور ملتے جلتے قدیم عربی لفظ "نسخ" کی وجہ سے ہے۔

مستشرقین نسخ کے دیگر معنوں میں withdraw اور omission کا لفظ بھی بیان کرتے ہیں اسی طرح وہ Alteration کا لفظ بھی استعمال کرتے ہیں۔

قصہ غرانیق پر مستشرقین کے اعتراضات:

مستشرقین نے واقعہ غرانیق کو بنیاد بنا کر یہ اعتراض کیا ہے کہ سورۃ نجم کی آیات کے ساتھ ان الفاظ " تلك الغرانيق العُلى، وإن شفاعتهن لَتُرتَجَى " کی بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تلاوت کی، بعض میں متنبہ ہونے پر نہ صرف ان سے رجوع کر لیا بلکہ ان کی تلاوت بھی منسوخ ہو گئی۔

اس حوالے سے گوئیلوم لکھتا ہے:

17۔ آزاد، ابوالکلام، ترجمان القرآن، ۲۸۸

Azad, Abul Kalam, Tarjuman al-Quran, 288

18- Mohamad Khalifa, the sublime Quran and orientalim,167, Longman, London, 1983

This strange story found its place in the early biographies of the Prophet. It is reported that the Prophet once desired that some revelation might come down to remove the odium of the unbelievers towards Islam. Meanwhile Surat al-Najm was revealed to him. He recited it in a big assembly of the unbelievers. During the course of his recitation Satan is said to have made him pronounce the following words: "Verily they (idols) are the exalted maidens (gharania) and their intercession is to be hoped for.

اس عجیب و غریب قصے کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ابتدائی سیرت میں جگہ ملی۔ روایت ہے کہ ایک دفعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چاہا کہ کوئی وحی نازل ہو جو کافروں کو اسلام کی طرف مائل کرے۔ اسی دوران ان پر سورۃ النجم نازل ہوئی۔ اس (آپ صلی اللہ علیہ وسلم) نے اسے کافروں کی ایک بڑی مجلس میں سنایا۔ کہا جاتا ہے کہ اس کی تلاوت کے دوران شیطان نے اسے (آپ صلی اللہ علیہ وسلم) مندرجہ ذیل الفاظ کہنے پر مجبور کیا تھا: "بے شک وہ (بت) بلند و بالا اڑنے اور گردن والے پرندے ہیں اور ان کی شفاعت کو قبول کیا جائے گا۔

اب ان الفاظ کو پڑھنے کی کوشش کرتے ہیں جنکو کہانی کے مطابق اللہ کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے مبینہ طور پر انکے تناظر کیساتھ پڑھے سورت النجم کی آیات ہیں۔

> بھلا تم لوگوں نے لات اور عزیٰ کو دیکھا (۱۹) اور تیسرے منات کو (۲۰) (مشرکو!) کیا تمہارے لئے تو بیٹے اور خدا کے لئے بیٹیاں (۲۱) یہ تقسیم تو بہت بے انصافی کی ہے (۲۲) وہ تو صرف نام ہی نام ہیں جو تم نے اور تمہارے باپ دادا نے گھڑ لئے ہیں۔ خدا نے تو ان کی کوئی سند نازل نہیں کی۔ یہ لوگ محض ظن (فاسد) اور خواہشات نفس کے پیچھے چل رہے ہیں۔ حالانکہ ان کے پروردگار کی طرف سے ان کے پاس ہدایت آچکی ہے (۲۳)[19]

. آیت انیس اور بیس کے بعد ان جملوں کو مبینہ طور اللہ کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کیساتھ منسوب کیا گیا ہے؛

> "تلك الغرانيق العُلى ، وإن شفاعتهن لَتُرتَجَى"
> یہ بہت عالی مقام غرانیق ہیں (اونچی اڑان اور گردن والے پرندے) جن کی شفاعت کو قبول کیا جائے گا۔

---

[19]۔ القرآن، ۵۳:۱۹۔۲۳

Al-Quran, 19:53-23

کوئی بھی باسانی مشاہدہ کر سکتا ہے کہ یہ الفاظ کہیں بھی اس تناظر میں آیت میں نہیں جڑتے بشر طیکہ انسان بد دین نہ ہو۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ پہلے مشر کین کی دیویوں کی تعریف کی جائے، انکی اہمیت جتلائی جائے اور پھر بالکل اگلی آیت میں انکی مذمت بھی کر دی جائے کہ تم عورتوں کو خدا سے منسوب کرتے ہو؟ پھر اگر کہانی کو سچ مان بھی لیا جائے تو کیا مشر کینِ قریش اپنے ہوش میں نہیں تھے کہ وہ محمد کیساتھ محض اسلئے سجدہ ریز ہوئے کیونکہ محمد نے انکی دیویوں کی تعریف کی تھی؟ اس سے بڑھ کر فضول بات کیا ہو سکتی ہے؟ یہ حوالہ اگر ان مبینہ آیات کے ساتھ پڑھا جائے تو بے معنی ہو جاتا ہے۔

جے برٹن نے اقسام نسخ پر بہت تحقیق کی ہے اس حوالہ سے اس کی رائے یہ ہے کہ مسلمان نسخ کے بیان میںOmnision کا لفظ استعمال نہیں کرتے۔ حالانکہ نسخ الحکم والتلاوته کی اصطلاح کی بجائےOmnision کی اصطلاح زیادہ موزوں ہے۔

منسوخ التلاوۃ پر مستشرقین کے اعتراضات

جان برٹن منسوخ التلاوۃ پر بات کرتے ہوئے "آیات کی قرآنی متن سے منسوخی" کو بنیاد بناتے ہوئے شکوک وشبہات کا اظہار اس طرح کرتا ہے:

There could be no access to the knowledge of any Qur'an ruling, any more than to a Sunna ruling, if the wording had been suppressed. But we noted that the Qur'an, unlike the Sunna, is both document and source. This alerts us to the suspicion that the formula really refers to the allegation that omission from the Qur'an has occurred. Certain materials, originally part of the revelation, have apparently been omitted from the collected texts[20].

قرآن کے کسی حکم کے علم تک رسائی سنت کے حکم سے بہتر کسی اور ماخذ سے نہیں ہو سکتی اگر (متن) الفاظ کو دبا دیا جاتا۔ لیکن ہم نے نوٹ کیا کہ قرآن، سنت کے برعکس، دستاویز اور ماخذ دونوں ہے۔ یہ ہمیں اس شبہ کی طرف خبر دار کرتا ہے کہ یہ فارمولہ واقعی اس الزام کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ قرآن سے حذف ہو گیا ہے۔ بعض مواد، جو اصل میں وحی کا حصہ تھے، بظاہر جمع شدہ نصوص سے خارج کر دیے گئے ہیں۔

[20]-Burton, john, The Collection of The Quran, p47

برٹن کا مدعا ہے یہ ہے کہ قرآن کے حکم تک رسائی بہتر انداز میں اس کے اپنے متن ہی سے ہو سکتی ہے۔ اگرچہ سنت بھی ایک ذریعہ ہے۔ لیکن قرآن جو کہ دستاویز یعنی متن بھی ہے اور ماخذ یعنی حکم بھی۔ یعنی قرآن ہی کسی حکم کو قرآن ہی کسی متن کے ذریعے منسوخ ہونا چاہیے۔ مستشرقین رجم کے حوالہ سے حضرت عمر رض والی آیت کو ثبوت کے طور پر پیش کرتے ہیں کہ یہ منسوخ التلاوۃ دون الحکم آیت قرآن کا حصہ نہیں بن سکی۔

حضرت عمرؓ سے مروی روایت رجم (الشیخ والشیخة اذا زنیا فارجمو هما البتة) پر اعتراضات کا خلاصہ یہ ہے کہ آیت رجم کے مختلف روایات میں مختلف الفاظ ہیں تو اس کا جواب کچھ اس طرح ہے کہ جب یہ منسوخ آیت درجہ تواتر سے ساقط ہو کر قرآن کے دائرہ سے نکل گئی تو پھر یہ خبر واحد کے طور پر معنا روایت ہوتی رہی۔ اس طرح اس آیت کے الفاظ کا وحی کے الفاظ ہونے میں اختلاف ہو سکتا ہے اور نہ ہی کسی فقیہ اور فقہائے اصولیین میں سے کسی نے یہ دعوی کیا ہے کہ یہ صریحا وحی قرآنی کے الفاظ ہیں، بلکہ علامہ ابو بکر جصاص نے تو اس بات کی وضاحت کی ہے کہ یہ آیت معنا روایت کی گئی ہے۔

نسخ کو نبی کریم کی طرف سے ذاتی تبدیلی قرار دینا:

مستشرقین نسخ کو نبی کریم کی ذاتی تبدیلی قرار دیتے ہیں کہ آپ کئی آیات کو خودی منسوخDeclare کر دیتے تھے۔ انسائیکلوپیڈیا برطانیکا میںNOLDEKEبیان کرتا ہے۔

"Another difficulty presented by Quran is the fact that Mohammad sometimes revoked whole verses and declared them to be abrogated."[21]

قرآن سے پیش کردہ ایک اور مشکل یہ ہے کہ حقیقتاً محمد ﷺ نے بعض اوقات پوری آیات کو روک دیا اور انہیں منسوخ قرار دے دیا۔

NOLDEKEنے ناسخ و منسوخ کا تذکرہ اس انداز سے کیا ہے کہ آپ نے آیات کے تناقض کی بناء پر نسخوں میں اختلاف سامنے آنے پر یہ چاہا کہ مختلف متصادم نسخوں کی بجائے صرف ایک ہی مستند اور متفقہ نسخہ سامنے لایا جائے۔ اس خواہش کی تکمیل کے لئے آپ نے خود کو زیادہ مشکلات میں نہ ڈالا اور کبھی آیات کی ایک پوری فصل ہی کو ختم کر دیا اور متبعین کو اسے بھلانے اور مٹانے کا حکم دے دیا اور اس حصہ کو منسوخ قرار دیا۔

---

[21]- Koran, Encyclopedia Britannicca,

NOLDEKE نے منسوخ التلاوۃ کے ساتھ ساتھ منسوخ احکام کو بھی تنقید کا نشانہ بنایا ہے کہ اس طرح منسوخ حصوں کو قرآن سے نکالنے پر کسی نے بھی تشویش کا اظہار نہیں کیا نہ ہی اس پہلو کو مد نظر رکھا گیا کہ آئندہ لوگ اس سے مشکل میں پڑ جائیں گے کیونکہ تاریخ اور منسوخ دونوں کی موجودگی ناقابل فہم ہے۔[22]

Richerd Bell نے بھی نسخ کو اسلام کے لیے مشکل قرار دیا ہے۔

"He seems to adopt what suits his own purposes at the moment and to pass by what does not suit them; when he has attained some immediate object he drops what he had previously adopted." [23]

ایسا لگتا ہے کہ وہ اس وقت وہی اختیار کرتا ہے جو اس کے اپنے مقاصد کیلئے موزوں ہے اور اسے چھوڑ دیتا ہے جو ان کے لیے مناسب نہیں ہے جب وہ کوئی مطلوب مقصد حاصل کر لیتا ہے تو وہ اسے چھوڑ دیتا ہے جو اس نے پہلے اختیار کیا تھا۔

مستشرقین کے اس اعتراض کو اس بنیاد پر رد کیا جا سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نسخ کو باتصریح اپنا فعل قرار دیا ہے۔ کسی کو یہ اختیار نہیں ہے کہ اللہ رب العزت کے نازل کردہ فرمان کو منسوخ کر کے اپنی مرضی سے اس میں ترمیم کر دے۔ یہ حقیقت بھی واضح ہے کہ نبی کریم ﷺ کے فرمودات سے قرآن کی تشریح و توضیح ہوتی ہے، تنسیخ واقع نہیں ہوتی۔ کیونکہ نسخ کے اصول وضوابط میں یہ بھی طے ہے کہ جس مصدر سے نزول واقع ہوا ہے اس مصدر سے نسخ بھی ثابت ہو گا۔

ایک اعتراض یہ بھی کیا جاتا ہے کہ ناسخ و منسوخ کے عمل سے ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ قرآن کے احکامات عارضی ہیں؟

نولڈیکی قرآن کے تمام احکامات کو عارضی ظاہر کر کے اس طرح کے شکوک وشبہات کا اظہار کرتا ہے:

"Naskh involves only commands which on first institution could have been declared temporary and are such as are indiffirently capable of being regulated or of being irregulated. Excluded therefore, are the central tenets of the faith, but also all regulations of the Quran expressly stated to be temporary."[24]

---

[22]-Noldeke, Theodor, Geschichte de Qoran, Hildesheim, 1961. P.85,

[23]-The origin of Islam in its christan environment, 101, Mcmillian and co limited, London, 1926

[24]-J. Burton, Naskh, Encyclopedia of Islam, 5/1011

نسخ صرف ان احکامات پر داخل ہے جنہیں پہلا مصدر ہی عارضی قرار دے سکتا ہے اور ایسا کرنانا قابل امتیاز ہے کہ کون سا قابل عمل ہے اور کون سانا قابل عمل۔ مرکزی ایمانی پہلوؤں کو اس لیے الگ کر دیا گیا ہے، لیکن پھر بھی قرآن کے تمام احکامات عارضی ظاہر کر دیے گئے ہیں۔

اس کا جواب ایک دوسرے مستشرق جان برٹن کے الفاظ میں ہی بہتر دیا جاسکتا ہے۔

تبدلِ حالات کے مطابق احکامات کی تبدیلی

قرآنی احکامات کی تبدیلی کے حوالے سے جان برٹن کی تفہیم جو کہ مسلمانوں میں مقبول شدہ توجیح ہے جو کہ قرآنی احکامات کو عارضی قرار دینے والے نولڈیکی کے اعتراض کا مسکت جواب ہے:

"The discrepency between the two sets of verses indicates that different situation call for different regulations. This is an instance of naskh in the Quran. Chronology is the key to the resolution of the difference since a divine book cannot contain contradiction"[25]

آیات کے دو مجموعوں کے درمیان تضاد اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ مختلف صورت حال مختلف ضوابط کا مطالبہ کرتی ہے۔ یہ قرآن میں نسخ کی ایک مثال ہے۔ تاریخ فرق کو حل کرنے کی کلید ہے کیونکہ ایک آسمانی کتاب میں تضاد شامل نہیں ہو سکتا۔

نسخ کے اثبات اور اس کے تدریج کی حکمت کے بارے میں مفتی محمد تقی عثمانی لکھتے ہیں:

لیکن نہ جانے اس بات کو حکمت الہی کے خلاف کس بناء پر قرار دیا گیا ہے حالانکہ قرآن کریم کی منسوخ الحکم آیات کے باقی رہنے میں بہت سی مصلحتیں ہو سکتی ہیں، مثلا اس سے احکام شرعیہ میں تدریج کی حکمت واضح ہوتی ہے، اور یہ معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالی نے انسانوں کو اپنے احکام کے پابند بنانے میں کس حکیمانہ طریقے سے کام لیا ہے؟ نیز اس سے شرعی احکام کی تاریخ کا علم ہوتا ہے، اور یہ واضح ہوتا ہے کہ مسلمانوں پر کب اور کیا حکم نافذ کیا گیا تھا؟ خود اللہ

[25]-J. Burton, Naskh, Encyclopedia of Islam, 5/1009

تعالی نے کئی مقامات پر پچھلی امتوں کے ان احکام کا ذکر فرمایا ہے جو امت محمد یہ علی صاحبھا السلام) میں منسوخ ہو گئے۔[26]

خلاصہ:

"نسخ" کی اس حقیقت کو علم ربانی اور حکمت الہی کے نقصان کے ساتھ جوڑنا محض علمی مغالطہ اور شیطانی وسوسہ کے سوا کچھ نہیں۔ نسخ کا معاملہ حاذق اور ماہر معالج کے مرحلہ وار علاج کی طرح ہے۔ جیسے ایک داناطبیب مریض کے مرض کو دیکھ کر مرحلہ وار علاج طے کرتا ہے اور ہر ہر مرحلہ پر اس کی مناسب دوا تجویز کرتا ہے اور مریض کو بیک وقت مختلف مراحل میں آنے والی دواؤں سے آگاہ نہیں کرتا بلکہ ایک نسخہ لکھتا ہے۔ پھر چند دنوں کے بعد اس کی جگہ دوسری دوا تجویز کرتا ہے۔ مریض کو یہ مغالطہ پیش آسکتا ہے کہ یہ تو دوا میں تبدیلی ہے۔ لیکن در حقیقت یہ کوئی تبدیلی نہیں۔ معالج پہلے سے جانتا ہے کہ ایک ماہ بعد مریض کے لیے یہ دوائیں موزوں ہو جائیں گی اور اس کے لیے دوسری دوائیں تجویز کی جائے گی۔ تقریباً یہی حال احکام شریعت میں نسخ کا ہے کہ شارع کی حکمت بالغہ کا تقاضا یہی تھا کہ جیسے جیسے انسانی تمدن ارتقائی منازل طے کرے گا شریعت کے اصولِ تدریج بروئے کار لا کر اسی کے مطابق اس کے لئے زندگی کے احکام تجویز کیے جائیں گے۔ اور جیسے یہ بات عقل ودانش اور حکمت تربیت کے خلاف ہے کہ نابالغ بچہ کو پانچ دس سال کی عمر میں بالغ ہونے کے اور نکاح کرنے کے بعد کے مسائل سے روشناس کیا جائے اس طرح یہ بات بھی حکمت کے خلاف تھی کہ انسان کو ابتداء کائنات سے آخر تک مرحلہ وار آنے والے احکام سے آگاہ کیا جائے، اس لیے حقیقت یہ ہے کہ نسخ علم ربانی اور حکمت الہی کے نقص کو نہیں بلکہ کمال کو ظاہر کرتا ہے۔

26۔ عثمانی، محمد تقی، علوم القرآن، ص ۱۶۴۔۱۶۵

ʿthmani, Muhammad Taqi, ʿlum al-Qur'an, p. 164-165